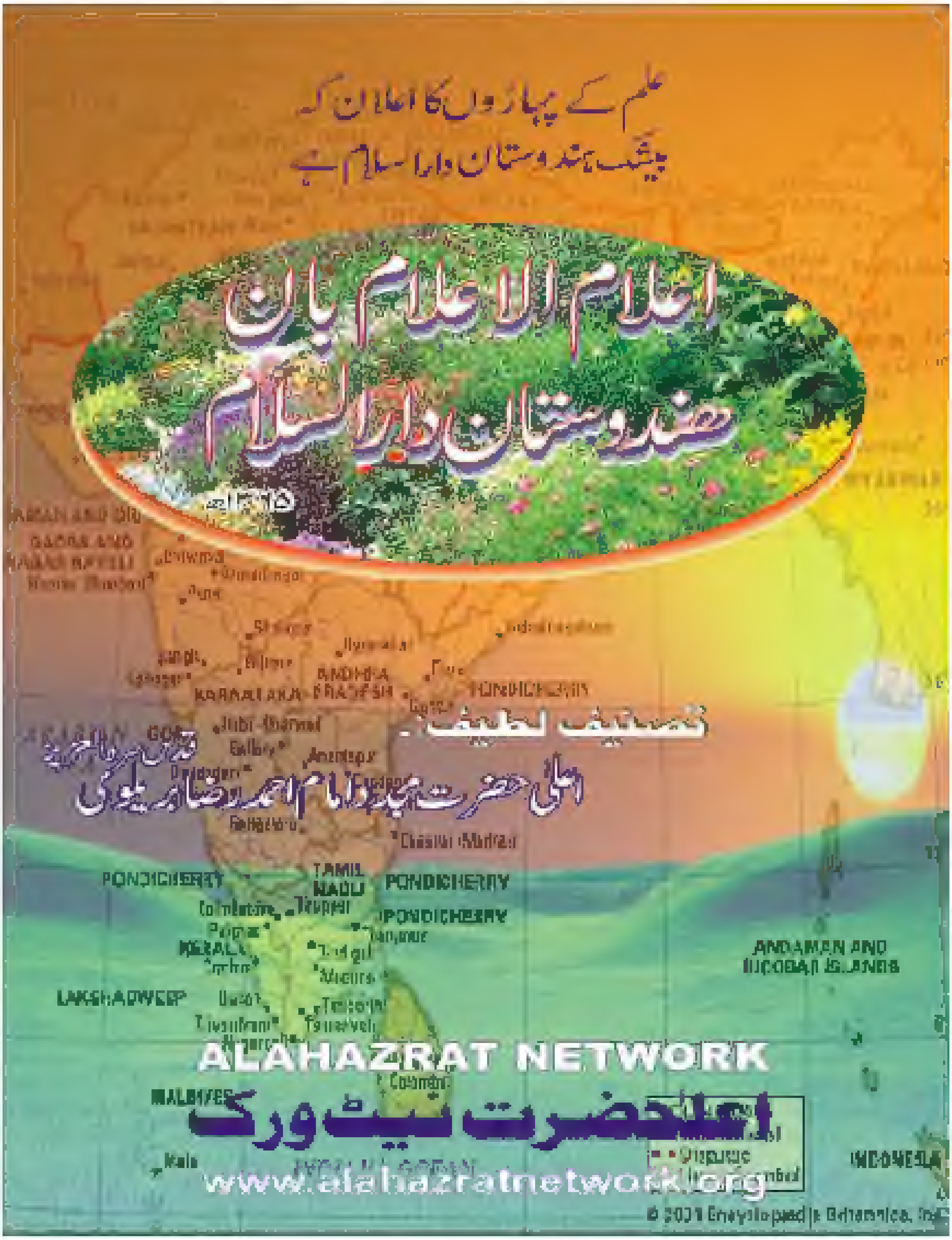

علم کے پہاڑوں کا اعلان کہ
بیشک ہندوستان دار اسلام ہے
اعلام الاعلام بان
ہندوستان دار السلام
۱۳۰۶ھ
تصنیف لطیف
اعلیٰ حضرت مجدد امام احمد رضا بریلوی
قدس سرہ العزیز
ALAHAZRAT NETWORK
اعلحضرت نیٹ ورک
www.alahazratnetwork.org
ANDHRA PRADESH
KARNATAKA
PONDICHERRY
TAMIL NADU
KERALA
LAKSHADWEEP
MALDIVES
ANDAMAN AND NICOBAR ISLANDS
INDONESIA
© 2001 Encyclopaedia Britannica, Inc.

رسالہ

اعلام الاعلام بان ہندوستان دار الاسلام

(علم کے پہاڑوں کا اعلان کہ بیشک ہندوستان دار الاسلام ہے)

www.alahazratnetwork.org

مسئلہ ۲: از بدایوں محلہ برہم پورہ مرسلہ مرزا علی بیگ صاحب ۱۲۹۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں:

(۱) ہندوستان دار الحرب ہے یا دار الاسلام؟

(۲) اس زمانہ کے یہود و نصارٰی کتابی ہیں یا نہیں؟

(۳) روافض وغیرہم مبتدعین کہ کفار و اصلی مرتدین ہیں یا نہیں؟ جواب مفصل بدلائل عقلیہ و نقلیہ درکار ہے۔ بیّنوا توجروا۔

جواب سوال اول

ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ بلکہ علمائے ثلٰثہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم کے مذہب پر ہندوستان دار الاسلام ہے ہرگز دار الحرب نہیں کہ دار الاسلام کے دار الحرب ہو جانے میں جو تین باتیں ہمارے امام اعظم امام الائمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک درکار ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہاں احکام شرک علانیہ جاری ہوں اور شریعت اسلام کے احکام و شعائر مطلقاً جاری نہ ہونے پائیں اور صاحبین کے نزدیک اسی قدر کافی ہے مگر یہ بات بحمد اللہ یہاں قطعاً موجود نہیں اہل اسلام جمعہ و عیدین و اذان و اقامت و نماز باجماعت وغیرہا شعائر شریعت بغیر مزاحمت علی الاعلان ادا کرتے ہیں، فرائض، نکاح، رضاع، طلاق، عدت، رجعت، مہر، خلع، نفقات، حضانت، نسب، ہبہ،

وقف، وصیت، شفعہ وغیرہا بہت معاملات مسلمین ہماری شریعت غرا بیضا کی بنا پر فیصل ہوتے ہیں کہ ان امور میں حضرات علماء سے فتوٰی لینا اور اسی پر عمل وحکم کرنا حکام انگریزی کو بھی ضرور ہوتا ہے اگرچہ ہنود ومجوس ونصارٰی ہوں اور بحمد اللہ یہ بھی شوکت وجبروت شریعت علیہ عالیہ اسلامیہ اعلی اللہ تعالٰی حکمہا السامیہ ہے کہ مخالفین کو بھی اپنی تسلیم واتباع پر مجبور فرماتی ہے والحمد للہ رب العالمین۔ فتاوٰی عالمگیریہ میں سراج وہاج سے نقل کیا:

اعلم ان دار الحرب تصیر دار الاسلام بشرط واحد وھو اظھار حکم الاسلام فیھا۔[1]

جان لو کہ بیشک دار الحرب ایک ہی شرط سے دار الاسلام بن جاتا ہے وہ یہ ہے کہ وہاں اسلام کا حکم غالب ہوجائے۔ (ت)

پھر سراج وہاج سے صاحب المذہب سیدنا ومولٰنا محمد بن الحسن قدس سرہ الاحسن کی زیادات سے کہ کتب ظاہر الروایۃ سے ہے نقل کیا:

انما تصیر دار الاسلام دار الحرب عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالٰی بشروط ثلثۃ احدھا اجراء احکام الکفار علی سبیل الاشتہار وان لایحکم فیھا بحکم الاسلام [illegible] ثم قال صورۃ المسئلۃ ثلثۃ اوجہ اما ان یغلب اھل الحرب علی دار من دورنا او ارتد اھل مصر وغلبوا واجروا احکام الکفر او نقض اھل الذمۃ العھد وتغلبوا علی دارھم ففی کل من ھذہ الصور لاتصیر دار حرب الا بثلثۃ شروط، وقال ابو یوسف ومحمد رحمہما اللہ تعالٰی بشرط واحد وھو اظھار احکام الکفر وھو القیاس الخ[2]

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالٰی کے نزدیک دار الاسلام تین شرائط سے دار الحرب بنتا ہے جن میں ایک یہ کہ وہاں کفار کے احکام اعلانیہ جاری کئے جائیں اور وہاں اسلام کا کوئی حکم نافذ نہ کیا جائے، پھر فرمایا اس مسئلہ کی صورت تین طرح ہے اہل حرب ہمارے علاقہ پر غلبہ پالیں یا کسی علاقہ کے شہری مرتد ہوکر وہاں غلبہ پالیں اور کفر کے احکام جاری کردیں یا وہاں ذمی لوگ عہد کو توڑ کر غلبہ حاصل کرلیں، تو ان تمام صورتوں میں وہ علاقہ صرف تین شرائط سے دار الحرب بنے گا۔ امام ابویوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالٰی نے فرمایا: صرف ایک ہی شرط سے دار الحرب بن جائے گا وہ یہ کہ احکام کفر اعلانیہ غالب کرتے جائیں۔ یہی قیاس ہے الخ (ت)

درر وغرر وملتقی میں ہے:

---

[1] فتاوٰی ہندیہ کتاب السیر الباب الخامس فی استیلاء الکفار نورانی کتب خانہ پشاور ۲/۲۳۲

[2] ایضاً

دار الحرب تصير دار الاسلام باجراء احكام الاسلام فيها كاقامة الجمعة والاعياد وان بقي فيها كافر اصلي وان لم يتصل بدار الاسلام بان كان بينها وبين دار الاسلام مصر آخر لاهل الحرب، الا هذا لفظ العلامة خسرو واثره شيخي زاده في مجمع الانهر، وتبعه المولى الغزي في التنوير، واقره المدقق العلائي في الدر، ثم الطحطاوي والشامي اقتديا في الحاشيتين۔[1]

دار الحرب، اسلامی احکام جاری کرنے مثلاً جمعہ اور عیدین وہاں ادا کرنے پر دار الاسلام بن جاتا ہے اگرچہ وہاں کوئی اصلی کافر بھی موجود ہو اور اس کا دار الاسلام سے اتصال بھی نہ ہو یوں کہ اس کے اور دار الاسلام کے درمیان کوئی دوسرا حربی شہر حائل ہو الخ، یہ علامہ خسرو کے الفاظ ہیں، اور مجمع الانہر میں شیخی زادہ نے اس کی پیروی کی ہے، اور مولی غزی نے تنویر میں اس کی اتباع کی، اور مدقق علائی نے در میں اس کو ثابت رکھا، پھر طحطاوی اور شامی نے اپنے اپنے حاشیہ میں اس کی اقتداء کی۔

جامع الفصولین سے نقل کیا گیا،

[2] ان هذه البلدة صارت دار الاسلام باجراء احكام الاسلام فيها فما بقي شيء من احكام دار الاسلام فيها تبقى دار الاسلام على ما عرف ان الحكم اذا ثبت بعلة فما بقي شيء من العلة يبقى الحكم ببقائه، هكذا ذكر شيخ الاسلام ابو بكر في شرح سير الاصل انتهى، وعن الفصول العمادية ان دار الاسلام لا يصير دار الحرب اذا بقي شيء من احكام الاسلام وان زال غلبة اهل الاسلام وعن منثور الامام ناصر الدين دار الاسلام انما

امام صاحب کے ہاں دار الحرب کا علاقہ اسلامی احکام وہاں جاری کرنے سے دار الاسلام بن جاتا ہے تو جب تک وہاں اسلامی احکام باقی رہیں گے وہ علاقہ دار الاسلام رہے گا، یہ اس لئے کہ حکم جب کسی علت پر مبنی ہو تو جب تک علت میں سے کچھ پایا جائے تو اس کی بقا سے حکم بھی باقی رہتا ہے جیسا کہ معروف ہے۔ ابوبکر شیخ الاسلام نے اصل (مبسوط) کے سیر کے باب کی شرح میں یونہی ذکر فرمایا ہے۔ اور فصول عمادیہ سے منقول ہے کہ دار الاسلام جب تک وہاں احکام اسلام باقی رہیں گے تو وہ دار الحرب نہ بنے گا اگرچہ وہاں اہل اسلام کا غلبہ ختم ہو جائے، امام ناصر الدین کی منثور سے منقول ہے کہ دار الاسلام صرف اسلامی

---

[1] درمختار کتاب الجہاد باب المستامن مطبعہ احمد کامل مصر ۱/۲۹۵
[2] جامع الفصولین الفصل الاول فی القضاء اسلامی کتب خانہ کراچی ص ۱۲

صارت دار الاسلام باجراء الاحکام فما بقیت علقۃ من علائق الاسلام یترجح جانب الاسلام[1]
وعن البرہان شرح مواہب الرحمٰن لا یصیر دار الحرب ما دام فیہ شیئ منہا بخلاف دار الاسلام لانہ یجعلنا اعلام الاسلام واحکام اعلام کلمۃ الاسلام[2] وعن الدر المنتقی لصاحب الدر المختار ان دار الحرب تصیر دار الاسلام باجراء بعض احکام الاسلام[3]

احکام جاری کرنے سے بنتا ہے تو جب تک وہاں اسلام کے متعلقات باقی ہیں تو وہاں اسلام کے پہلو کو ترجیح ہوگی۔ اور برہان شرح مواہب الرحمٰن سے منقول ہے کہ کوئی علاقہ اس وقت تک دارالحرب نہ بنے گا جب تک وہاں کچھ اسلامی احکام باقی ہیں کیونکہ اسلامی نشانات کو اور کلمۂ اسلام کے نشانات کے احکام کو ہم ترجیح دیں گے دارالاسلام کا حکم اس کے خلاف ہے۔ صاحب درمختار کی المنتقٰی سے منقول ہے کہ دارالحرب میں بعض اسلامی احکام کے نفاذ سے دارالاسلام بن جاتا ہے۔ (ت)

شرح نقایہ میں ہے:

لاخلاف ان دار الحرب تصیر دار الاسلام باجراء بعض احکام الاسلام فیہا[4]

بلااختلاف دارالحرب وہاں بعض اسلامی احکام کے نفاذ سے وہ دارالاسلام بن جاتا ہے (ت)

www.alahazratnetwork.org

اسی میں ہے:

وقال شیخ الاسلام والامام الاسبیجابی ان الدار محکومۃ بدار الاسلام ببقاء حکم واحد فیہا کما فی العمادی وغیرہ[5]

شیخ الاسلام اور امام اسبیجابی نے فرمایا کسی بھی علاقہ میں کوئی ایک اسلامی حکم بھی باقی ہو تو اس علاقہ کو دارالاسلام کہا جائے گا، جیسا کہ عمادی وغیرہ میں ہے۔ (ت)

پھر اپنے بلاد اور وہاں کے مفتی و قضاۃ کی نسبت فرماتے ہیں،

فالاحتیاط ان یجعل ہذہ البلاد دار الاسلام والمسلمین وان کانت للملاعین والید فی الظاہر

احتیاط یہی ہے کہ یہ علاقہ دارالاسلام والمسلمین قرار دیا جائے، اگرچہ وہاں ظاہری طور پر شیطانوں کا

---

[1] الفصول العمادیۃ
[2] البرہان شرح مواہب الرحمٰن
[3] الدر المنتقی علی ہامش مجمع الانہر کتاب السیر دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۶۳۳
[4] جامع الرموز کتاب الجہاد مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۴/۵۵۶
[5] ” ” ” ” ” ” ” ۴/۵۵۷

لہؤلاء الشیاطین ربنا لاتجعلنا فتنۃ للقوم الظلمین ونجنا برحمتک من القوم الکفرین کما فی المستصفی وغیرہ۔[1]

تجھ سے اسے ہمارے رب! ہمیں ظالموں کے لئے فتنہ نہ بنا اور اپنی رحمت سے ہمیں کافروں سے نجات عطا فرما، جیسا کہ مستصفی وغیرہ میں ہے (ت)

اور غرر و تنویر الابصار و درمختار و مجمع الانہر وغیرہا میں کہ شرط اول کو صرف بلفظ اجرائے احکام الشرک سے تعبیر کیا وہاں بھی یہی مقصود کہ اس ملک میں کلیۃً احکام کفر ہی جاری ہوں نہ یہ کہ مجرد جریان بعض کفر کافی ہے اگرچہ اُن کے ساتھ بعض احکام اسلام بھی اجراء پائیں۔

فی الحاشیۃ الطحطاویۃ علی الدرالمختار قولہ باجراء احکام اھل الشرک ای علی الاشتہار وان لایحکم فیہا بحکم اھل الاسلام ھندیۃ وظاھرہ انہ لو اجریت احکام المسلمین و احکام اھل الشرک لاتکون دار حرب انتہی۔[2]

درمختار کے حاشیہ طحطاوی میں ہے قولہ باجراء احکام اہل الشرک (اس کا قول کہ اہل شرک کے احکام کے اجراء سے دارالحرب بن جاتا ہے) سے مراد یہ ہے کہ وہاں اعلانیہ احکام شرک نافذ کئے جائیں اور اہل اسلام کا کوئی حکم بھی نافذ نہ ہو، ہندیہ میں یوں ہے کہ اس سے ظاہر ہے کہ اگر وہاں احکام شرک اور احکام اسلام دونوں نافذ ہوں تو دارالحرب نہ ہوگا اھ (ت)

اور اسی طرح حاشیہ شامیہ میں نقل کرکے مقرر رکھا۔

اقول وباللہ التوفیق والدلیل علی ذلک امران الاول قول محمد وھو الطراز المذھب انہا تصیر دار حرب عند الامام بشرائط ثلث احدھا اجراء احکام الکفار علی سبیل الاشتہار وان لایحکم فیہا بحکم الاسلام فانظر کیف زاد الجملۃ الاخیرۃ ولم یقتصر علی الاولی فلو لم یفسر کلامھم بما ذکرنا لکان ھذا کلام الامام

اقول وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے) اس پر دلیل دو چیزیں ہیں، اول یہ کہ امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی جو مذہب کے ترجمان ہیں ان کا یہ قول کہ علاقہ امام صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک تین شرطوں سے دارالحرب بنتا ہے ان میں سے ایک یہ کہ وہاں کفار کے احکام اعلانیہ جاری کئے جائیں اور کوئی اسلامی حکم نافذ نہ ہو، تو غور کرو کہ انہوں نے آخری جملہ کیسے زائد فرمایا اور صرف پہلے جملہ پر اکتفا نہ فرمایا، اگر فقہاء کا کلام ہمارے ذکر کردہ بیان سے واضح نہ کیا جائے تو صرف

---

[1] جامع الرموز کتاب الجہاد مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۴/ ۵۵۶

[2] حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار کتاب الجہاد فصل فی استیمان الکافر دارالمعرفۃ بیروت ۲/ ۴۶۰

قاضیا علیهم وناهیك به قاضیا عدلا فانه قال
ان هؤلاء العلماء هم الذین قالوا
في دار الحرب انها تصیر دار الاسلام
باجراء احكام الاسلام فیها فاما ان تقولوا
ههنا ایضا انها تصیر دار الاسلام باجراء
بعض احكام الاسلام ولو فیهم جرت
بعض احكام الكفر فعلى هذا ترتفع
المباینة بین الدارین اذ كل دار تجري
فیها الحكامات مع استجماع بقیة
شرائط الحربیة تكون دار حرب
واسلام جمیعا لصدق الحدیث معا
وكذا الوارد الخلوص والتمحض
في كل الموضعین یعني ان دار الحرب
ما یجري فیها احكام الشرك محضة
ودار الاسلام ما یحكم فیها باحكام الاسلام
محضة فعلى هذا تكون دار التي
وصفنا هنالك واسطة بین الدارین
ولم یقل به احد من ائمة [illegible] ترید
التمحض في المقام الثاني دون
الاول فهذا یخالف ما قصده
الشارع من اعلاء الاسلام
ویخالف العلماء كثیرا من
الاحكام على ان الاسلام
یعلو ولا یعلى على انه
یلزم ان تكون دور الاسلام

امام صاحب کا کلام ہی فیصلہ کن ہے تجھے بھی فیصلہ کن
کلام کافی ہے۔ دوسری چیز یہ ہے کہ یہی وہ علماء کرام ہیں
جنہوں نے دارالحرب کے متعلق فرمایا کہ وہ دار الاسلام
بن جاتا جب اس میں اسلامی احکام جاری کئے جائیں۔
تو اگر یہاں بھی وہ بعض اسلامی احکام مراد لیں (جس طرح
کہ دارالحرب کے لئے کفار کے بعض احکام تم نے
مراد لئے) تو جب بعض اسلامی احکام کے ساتھ کچھ احکام کفار
ہوں گے تو اس سے دار الحرب اور دار الاسلام کے
درمیان فرق ختم ہو جائے گا کیونکہ ان دونوں میں سے
ہر ایک میں دونوں قسم کے حکم پائے جائیں گے اگرچہ
کفار کے احکام زائد ہوں تو لازم آئے گا کہ ہر ایک
دار الحرب اور دار الاسلام بھی ہو کیونکہ دونوں پر ہر ایک
کی تعریف صادق آئے گی، اگر تم یہاں یہ مراد لو کہ ہر دار
میں اس کے تمام احکام وہاں نافذ ہوں اور ایک دوسرے
کے احکام سے خالی ہو یعنی دار الحرب وہ ہے جس میں تمام
احکام خالص کفر کے ہوں اور دار الاسلام وہ ہے جس میں
خالص اسلامی احکام ہوں، تو اس سے لازم آئے گا
کہ جس دار کی بحث ہو رہی ہے وہ دونوں داروں میں واسطہ
کہلائے گا یعنی وہ نہ دار الاسلام ہو نہ دار الحرب ہو حالانکہ
ایسے دار کا کوئی بھی قائل نہیں، اگر تم یہ مراد لو کہ ثانی یعنی
دار الاسلام میں تو خالص اسلامی ہوں اور دوسرے یعنی
دار الحرب میں خالص ہونا ضروری نہیں تو اس سے شارع
کا مقصد اعلاء کلمۂ اسلام اور اس کی ترجیح فوت ہو جائیگی
جو شارع کے مقصد کے خلاف ہے جبکہ علماء نے
بہت سے احکام "الاسلام یعلو ولا یعلیٰ" (اسلام

باسرها دار حرب على مذهب الصاحبين إذا اجرى فيها شئ من احكام الكفر او حكم فيها بعض ما لم ينزله الله سبحانه وتعالى وهو معلوم مشاهد في هذه الأعصار بل من قبلها بكثير بحيث فشا التهاون في الشرع الشريف وتقاعد الحكام عن اجراء احكامه وترقى اهل الذمة على خلاف مراد الشريعة من ذل ذليل الى عز جليل واعطوا مناصب رفيعة ومراتب شامخة منيعة حتى استعلوا على المسلمين ورحم الله القائل كما نقل المولى الشامي ؎

احبابنا نوب الزمان كثيرة
وامر منها رفعة السفهاء
فمتى يفيق الدهر من سكراته
وأرى اليهود بذلة الفقهاء

وكذا ما ابتلى بعض الطلبة من حكام الجور ببعض البدعات التي اخترعتها ائمة الكفر فاجروها في بلادهم كتحليف الشهود والتزام المصادرات والمكوس ووضع الوظائف الباطلة على الاموال والنفوس الى غير ذلك من الاحكام الباطلة وعلم هذا الامر العظيم من اعظم الشنائع الهائلة في سلب القول باستمراره

غالب ہوتا ہے مطلوب نہیں ہوتا) کے قاعدہ پر مبنی قرار دیے ہیں، علاوہ ازیں یہ بھی لازم آئے گا کہ تمام دارالاسلام صاحبین کے مذہب پر دارالحرب قرار پائیں جبکہ ان میں کچھ احکام کفر پائے جاتے ہوں یا اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ حکم کے خلاف یہاں حکم نافذ پائے جاتے ہوں جیسا کہ آج کے دور میں مشاہدہ ہے بلکہ قبل ازیں بھی ایسا رہا ہے جب سے شریعت کے بارے میں سستی ظاہر ہوئی اور مسلمان حکام نے شرعی احکام کے نفاذ سے رُوگردانی کر رکھی ہے، اور ذمی حضرات کو ترقی ملی ہے کہ خلاف شرع ذلیل کی ذلت سے نکل کر بڑی عزت پا رہے ہیں جن کو مسلمان حکمرانوں نے بلند منصب اور عمدہ مراتب عطا کر رکھے ہیں یہاں تک کہ وہ مسلمانوں پر غالب آ گئے ہیں، اللہ تعالیٰ ایک قائل پر رحم فرمائے جس کا کلام مولانا شامی نے نقل کیا ہے (شعر کا ترجمہ)

دوستو! زمانے کے مصائب کثیر ہیں، ان میں سے سخت ترین بیوقوف لوگوں کا اقتدار ہے، آخر زمانے کا نشہ ختم ہوگا جبکہ یہودی ہو کر فقہاء کی ذلت گاہ بن چکا ہے۔

اور جیسا کہ بعض ظالم حکمرانوں نے کافر لیڈروں کی جاری کردہ کی بدعات کو پسند کرتے ہوئے اپنے ملکوں میں جاری کر دیا مثلاً گواہوں سے حلف لینا، اور ٹیکس، چونگیاں، اور لوگوں کے اموال اور نفوس پر باطل قسم کے محصولات لاگو کر دیے، یہ پریشان کن بڑے معاملات مسلمان ملکوں میں ماننے پڑیں گے لہٰذا ضروری ہے کہ پہلے مقام یعنی دارالحرب ہونا خاص مکمل احکام کفر ہوں اور دوسرے یعنی دارالاسلام میں ایسا نہ ہو جبکہ یہی عملی ہے، تو اس سے

لہ ردالمحتار کتاب الجہاد دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۲۴۵

في المقام الاول هو الخوض والتمحض
دون الثاني وهو المقصود وبهذا تبين
ان الديار التي تجري فيها الحكمات شيء
من هذا وشيء من هذا كما ارنا هنا
لا تكون دار حرب على مذهب الصاحبين
ايضا لعدم تمحض احكام الشرك فمن
الظن ما عرض لبعض المعاصرين
من بناء نفي الحربية عن الهند على
مذهب الامام فقط فتوهم انه لا يستقيم
على مذهب الصاحبين واخطا الى تطويل
الكلام بما كان في غنى عنه واشد مخافة و
اعظم شناعة ما اعترى لبعض اجلة المشاهير
من الذين ادركنا عصرهم اذ حاولوا نفي الحربية
عن بلادنا بناء على عدم تحقق الشرط الثاني
اعني الاتصال بدار الحرب ايضا فتاولوا معنى
الاتصال ان تكون محاطة بدار الحرب من كل
جهة ولا تكون في جانب بلدة اسلامية وهو
غير واقع في بلاد الهند اذ جانبها الغربي متصل
بملك الافاغنة كفشاور وكابل وغيرهما من بلاد
دار الاسلام **اقول** يا ليته تفكر في معنى الثغور
او نظر الى فضائل المرابطين تأمل في معنى المرابط
او علم ان مكة والشام والطائف و[illegible]
حنين وبني المصطلق وغيرها كانت دار حرب
على عهد النبي صلى الله تعالى عليه وسلم
مع اتصالها بدار الاسلام قطعا او فهم

واضح ہو گیا کہ وہ دار جس میں دونوں قسم کے احکام کچھ کفر
کے اور کچھ اسلام کے پائے جائیں جیسا کہ ہمارا یہ ملک
ہے صاحبین کے مذہب پر بھی دار الحرب نہ ہوگا کیونکہ
یہاں خالص محض احکام کفر نہیں ہیں تو ہمارے بعض
معاصرین کا یہ گمان کہ ہندوستان سے دار الحرب کی
نفی کی بنیاد حضرت امام صاحب کا مذہب ہے، اس کا
وہم ہے کہ صاحبین کے مذہب پر درست نہیں ہے
اس نے طویل کلام کیا جبکہ اس کی ضرورت نہیں
تھی مگر بدترین اور سب سے خطرناک وقت وہ ہے
جو ہمارے زمانے کے مشہور اجلہ حضرات کو لاحق ہوا ہے
کہ انھوں نے ہمارے اس ملک سے دار الحرب کی
نفی کی بنیاد شرط ثانی یعنی کسی دار الحرب سے اتصال کے
نہ پائے جانے کو قرار دیا ہے اور انھوں نے اتصال کا
معنی لیا ہے کہ چاروں طرف سے دار الحرب میں گھرا ہوا
ہو اور کسی طرف سے دار الاسلام سے نہ ملا ہوا ہو
چونکہ اتصال کا معنی ہندوستان میں نہیں پایا جاتا
لہذا یہ دار الحرب نہ ہوگا کیونکہ ہندوستان غربی جانب
سے افغانوں کے ملک پشاور اور کابل وغیرہ دار الاسلام
سے ملا ہوا ہے **اقول** (میں کہتا ہوں کہ) کاش
وہ سرحدوں کے معنی پر غور کر لیتے، یا اسلامی سرحدوں
کی نگرانی کی فضیلت کو دیکھتے ہوئے رباط کے معنی پر
غور کر لیتے یا یہ معلوم کر لیتے کہ مکہ، شام، طائف، حنین
اور بنی مصطلق کے علاقے وغیرہ حضور علیہ الصلوۃ و
السلام کے ایک زمانہ میں دار الحرب تھے حالانکہ ان
سب کا دار الاسلام سے اتصال تھا، یا یہ کہ سمجھ لیتے

ان الامام كلما فتح بلدة من بلاد الكفار واجرى فيها احكام الاسلام صارت من دار الاسلام والتي تليها من البلاد تحت حكم الكفار دار حرب كما كانت او تنقلب ان لو صح ما قاله لاستحال ان يكون شيء من ديار الكفر دار حرب الا ان يفصل بينها وبين الحدود الاسلامية البحار والمفاوز ولم يقل به احد وذلك لانه كلما حكمت على بلدة بانها دار حرب سألنا عما يحيطها من البلاد فان كانت فيها من بلاد الاسلام كانت الاولى ايضا دار الاسلام لعدم الاتصال بالمعنى المذكور والا نقلنا الكلام الى ما يلاصقها حتى ينتهي الى بلدة من بلاد الاسلام فتصير كلها دار الاسلام لتلاصق بعضها ببعض او لا تكون في تلك الجهة بلدة اسلامية الى منقطع الارض وبالجملة ففساد هذا القول اظهر من ان يخفى وانما منشؤه القياس الفاسد و ذلك ان الشرط عند الامام في صيرورة بلدة من دار الاسلام دار الحرب ان لا تكون محاطة بدار الاسلام من الجهات الاربع وذلك لان غلبة الكفار اذن على شرف الزوال فلا تخرج به

کہ مسلمان امام جب کفار کے کسی علاقہ کو فتح کر کے وہاں اسلامی احکام جاری کر دیتا تو وہ علاقہ دار الاسلام ہو جاتا ہے جبکہ اس سے متصل باقی علاقے جو کفار کے قبضہ میں بدستور ابھی تک موجود ہیں وہ پہلے کی طرح دار الحرب ہیں۔ یہاں ان کو سمجھ آگئی کہ جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں اگر صحیح ہو تو پھر دنیا بھر میں کوئی بھی دار الکفر اس وقت تک دار الحرب نہ کہلائے جب تک ان میں اور دار الاسلام میں سمندر اور بیابانوں کا فاصلہ نہ ہو، حالانکہ کوئی بھی دار الحرب کے اس معنی کا قائل نہیں ہے اور یہ اس لئے کہ جب آپ کسی ملک کو دار الحرب کہیں گے تو ہم استفسار کریں گے کہ اس کے ارد گرد کن ملکوں کا احاطہ ہے اگر کوئی بھی ان میں سے دار الاسلام ہو تو پہلا ملک (دار الحرب) بھی دار الاسلام قرار پائے گا کیونکہ وہ اتصال جو دار الحرب کا معیار ہے وہ نہ پایا گیا، ورنہ اگر ارد گرد اسلامی ملک نہ ہو تو پھر ہم اس سے ملنے والے دوسرے ملک کی بابت معلوم کریں گے حتی کہ ملتے ملتے کوئی دار الاسلام پایا گیا تو یہ درمیان والے تمام ملک دار الاسلام ہو جائیں گے کیونکہ ان ملکوں کا آپس میں ایک دوسرے سے اتصال ہو گیا ہے، یا پھر یہ تسلیم کیا جائے کہ اس جہت میں کرۂ ارض میں کوئی بھی دار الاسلام نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ دار الحرب کے اس معیار والے قول کا فساد واضح ہے جس میں کوئی بھی خفا نہیں ہے، اس کی بنیاد یہ فاسد قیاس ہے کہ امام صاحب کے نزدیک کسی دار الاسلام کے دار الحرب بننے کے لئے یہ شرط ہے کہ چاروں اطراف سے وہ ملک دار الاسلام میں گھرا ہوا نہ ہو کیونکہ اگر وہ

نبه عن دار الاسلام فی قرات شروط العربیة ان تکون محاطة بدار حرب ... الحرب وما ... عما قالوا الناس۔

مگر جو امور کہ دار حرب میں کفار کا غلبہ ہو ... دار الاسلام سے خارج ہو جاتا ہے ... ہندوستان سے خیال کر لیا کہ کسی ملک کے حربی ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ چاروں طرف سے حربی ملکوں میں گھرا ہو۔ یہ قیاس نہایت ہی فاسد ہے جو قرام الناس کے لئے بھی مخفی نہیں۔ (ت)

الحاصل ہندوستان کے دار الاسلام ہونے میں شک نہیں تعجب ان سے جو محض ربو کے سبب جس کی حرمت نصوص قاطعۂ قرآنیہ سے ثابت اور کیسی کیسی سخت وعیدیں اس پر وارد ہیں اس ملک کو دار الحرب ٹھہرائیں اور باوجود دولت و سلطنت ہجرت کا خیال بھی دل میں نہ لائیں گویا یہ بلاد انہی ان کے لئے دار الحرب بنے تھے کہ مزے سے سود کے حظ اڑا لیجیے اور بآرام تمام وطنی مالوف میں بسر فرمایئے استغفر اللہ افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض (کیا اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہتے ہیں، تو کیا بعض کتاب پر ایمان لاتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو۔ ت) اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے سود کھانے والے قیامت کو آسیب زدہ کی طرح اٹھیں گے یعنی مخبوط الحواس ... ہوں گے۔

در حضور پر نور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے کچھ لوگ ملاحظہ فرمائے کہ پیٹ ان کے مثل کوٹھڑیوں کے بڑے ہو گئے ہیں اور مثل شیشہ کے ہیں کہ اندر کی چیز نظر آتی ہے سانپ بچھو ان میں بھرے ہیں میں نے جبریل سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں جبریل نے عرض کیا سود کھانے والے۔

جب تحریم ربو کی آیت نازل ہوئی بعض مسلمانوں نے کہا جو سود ہمارا قرضوں پر آیت سے پہلے کا رہ گیا ہے وہ لے لیں گے، حکم آیا اگر نہیں مانتے تو اعلان کر دو اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سود خور پر لعنت کی۔

مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سود خور پر لعنت فرماتے سنا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، سود کے تہتر گناہ ہیں سب سے ہلکا یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں سے زنا کرے۔

... القرآن الکریم ... القرآن الکریم ۲/۲۷۵ ... سنن ابن ماجہ باب التغلیظ فی الربا ... ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۶۵
... ۲/۲۷۹ ... صحیح مسلم باب الربا ... قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۲۷ ... مسند احمد بن حنبل دار الفکر بیروت ...
... سنن ابن ماجہ باب التغلیظ فی الربا ... ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۶۵ ... مشکوٰۃ المصابیح باب الربا مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۴۶

اور ایک حدیث میں آیا کہ سود کا ایک درہم دانستہ کھانا ایسا ہے جیسے چھتیس بار اپنی ماں سے زنا کرنا۔[1]
نعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

جواب سوال دوم

نصاریٰ باعتبار حقیقت لعبد از انکار قیام مبدء مستلزم صدق مشتق ہے بلاشبہ مشرکین ہیں کہ وہ یا تو قائل بہ تثلیث و ترتیت ہیں یا اسی طرح وہ یہود جو الوہیت و ابنیت عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قائل تھے مگر کلام اس میں ہے کہ حق تبارک و تعالیٰ نے کتب آسمانی کا اجلال فرما کر یہود و نصاریٰ کے احکام کو احکام مشرکین سے جدا کیا اور ان کا نام اہل کتاب رکھا اور ان کے نساء و ذبائح کو حلال و مباح فرمایا۔ نصاریٰ زمانہ نبی کو الوہیت عبداللہ مسیح ابن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کے قائل علی الاعلان تصریح اور وہ یہود کہ بعض طوائف باسم الوہیت و ابنیت عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قائل ہوں انھیں میں داخل اور اسی فرقہ کے مستحق ہیں یا ان پر شرعاً یہی احکام مشرکین جاری ہوں گے اور ان کی نساء سے تزوج اور ذبائح کا تناول ناروا ہوگا۔ بکلاف علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس بارے میں مختلف، بہت مشائخ نے قول اخیر کی طرف میل فرمایا بعض علماء نے تصریح کی کہ اسی پر فتویٰ ہے۔ مستصفی میں ہے

قالوا هذا یعنی الحل اذا لم یعتقدوا المسیح الها اما اذا اعتقدوه فلا وفی مبسوط شیخ الاسلام ویجب ان لا یاکلوا ذبائح اهل الکتاب اذا اعتقدوا ان المسیح اله وان عزیر اله ولا یتزوجوا نساءهم وقیل علیه الفتوی[2]

علماء نے فرمایا کہ یہ حکم اس وقت ہے جب حلال ہوگا کہ وہ مسیح علیہ السلام کو الٰہ نہ مانتے ہوں لیکن اگر وہ ان کو الٰہ مانتے ہوں تو پھر حلال نہ ہوگا، اور شیخ الاسلام کی مبسوط میں ہے کہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اہل کتاب کا ذبیحہ اس صورت میں نہ کھائیں جب وہ مسیح علیہ السلام اور عزیر علیہ السلام کو الٰہ مانتے ہوں اور ایسی صورت ان کی عورتوں سے نکاح بھی نہ کریں، اسی پر فتویٰ کہا گیا ہے۔ (ت)

ان علماء کا استدلال آیۂ کریمہ وقالت الیہود عزیر ابن اللہ وقالت النصٰری المسیح ابن اللہ (یہود نے کہا عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے کہا مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔) سے ہے کہ اس کے آخر میں ارشاد ہوا [illegible] سبحٰنہ وتعالیٰ عما یشرکون[3] وہ پاک ذات ہے ان کے شرک سے اور قرآن عظیم نے ان کا شریک بنانا اللہ تعالیٰ کی اس سے علیحدہ ذکر کیا ہے۔

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح مجتبائی دہلی ص ۲۴۶ و مسند احمد بن حنبل دار الفکر بیروت ۵/۲۲۵ و الترغیب والترہیب مصطفی البابی مصر ۳/۷
[2] فتح القدیر بحوالہ المستصفی کتاب النکاح فصل فی بیان المحرمات مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/۱۳۵
[3] القرآن الکریم ۹/۳۱

دیکھو اول ان کے اقوال جیسا یہ بیان ہوا کہ اہل کتاب کے شرک سے اپنی تزیست و نیز یہ بیان فرمایا و مسلم ہوا کہ نا کھیں عورت مشرکین میں شمار نہیں ظاہر روایۃ میں ان پر علی الاطلاق حکم کتابیت دیا اور ان کے ذبیحہ و نساء کو حلال ٹھہرایا۔ درمختار میں ہے:

صح نکاح کتابیۃ وان کرہ تنزیہا مؤمنۃ بنبی مرسل مقرۃ بکتاب منزل وان اعتقدوا المسیح الٰہا وکذا حل ذبیحتہم علی المذھب بحر اھ ملتقطاً[1]۔

کتابیہ عورت سے نکاح صحیح ہے اگرچہ مکروہ تنزیہی ہے، شرط یہ ہے کہ وہ عورت کسی مرسل نبی پر ایمان رکھتی ہو اور کسی منزل من اللہ کتاب کا اقرار کرتی ہو اگرچہ نصرانی طور پر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معاذ اللہ خدا مانتے ہوں، یونہی ان کا ذبیحہ بھی مذہب میں حلال ہے، بحر، اھ ملتقطاً (ت)

ردالمحتار میں بحوالہ فتح سے منقول ہے:

وحاصلہ ان المذھب الاطلاق لما ذکرہ شمس الائمۃ فی المبسوط من ان ذبیحۃ النصرانی حلال مطلقاً سواء قال بثالث ثلثۃ اولا لاطلاق الکتاب ھنا والدلیل ورجحہ فی فتح القدیر[2] اھ

حاصل یہ ہے کہ مذہب میں اطلاق ہے کیونکہ شمس الائمہ سرخسی نے مبسوط میں یہ ذکر کیا ہے کہ نصرانی کا ذبیحہ مطلقاً حلال ہے وہ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ثالث ثلثہ کا قائل ہو یا نہ ہو، کیونکہ کتاب اللہ کا یہاں اطلاق ہے اور یہی دلیل ہے، اس کو فتح القدیر میں ترجیح دی ہے اھ (ت)

مستصفی میں عبارت مذکورہ کے بعد مسطور ہے:

لکن بالنظر الی الدلائل ینبغی انہ یجوز الاکل والتزوج[3] اھ ملخصاً۔

لیکن دلائل کو دیکھتے ہوئے یہی مناسب قول ہے کہ ان کا ذبیحہ کھانا اور ان کی عورتوں سے نکاح جائز ہے اھ ملخصاً (ت)

فتاوٰی حامدیہ میں ہے:

مقتضی الدلائل الجواز کما ذکرہ التمرتاشی فی فتاواہ[4] اھ

دلائل کا مقتضی یہی ہے کہ جائز ہے جیسا کہ امام تمرتاشی نے اپنے فتاوٰی میں ذکر کیا ہے اھ (ت)

---

[1] درمختار کتاب النکاح فصل فی المحرمات مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۸۹

[2] ردالمحتار " " " داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/۲۸۹

[3] فتح القدیر بحوالہ المستصفی کتاب النکاح فصل فی بیان المحرمات مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/۱۳۵

[4] العقود الدریۃ فی تنقیح الفتاوی الحامدیۃ کتاب الذبائح ارگ بازار قندھار افغانستان ۲/۲۲۲

ردالمحتار میں ہے:

في البحر ان اشتراطه ذلك في النصرانية مخالف لعامة الروايات[1]. | بحرالرائق میں ہے کہ نصرانی کے لئے مذکورہ شرط عام روایات کے مخالف ہے۔ (ت)

امام محقق علی الاطلاق مولانا کمال الملۃ والدین محمد بن الہمام رحمۃ اللہ علیہ فتح القدیر میں اس مذہب کی ترجیح اور دلیل مذکور مذہب اول کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

مطلق لفظ المشرك اذا ذكر في لسان الشرع لا ينصرف الى اهل الكتاب وان صح لغة في طائفة بل طوائف واطلق لفظ الفعل اعني يشركون على فعلهم كما ان من راءى بعمله من المسلمين فلم يعمل الا لاجل زيد يصح في حقه انه مشرك لغة ولا يتبادر عند اطلاق الشارع لفظ المشرك ارادته لما عهد من ارادته به من عبد مع الله غيره ممن لا يدعي اتباع نبي وكتاب ولذا عطفهم عليهم في قوله تعالى لم يكن الذين كفروا من اهل الكتب والمشركين منفكين ونص على حلهم بقوله تعالى والمحصنت من الذين اوتوا الكتب من قبلكم اي العفائف منهن الى آخر ما افاد واطاب كما هو دابه رحمه الله تعالى[2].

لفظ مشرک جب مطلق ذکر کیا جائے تو شرعی اصطلاح میں اہل کتاب کو شامل نہ ہوگا اگرچہ لغت کے اعتبار سے اہل کتاب کے کسی گروہ یا کئی گروہوں پر اس کا اطلاق صحیح ہے اہل کتاب کے عمل پر صیغہ یشرکون کا اطلاق ایسے ہے جیسے کسی مسلمان ریاکار کے اس عمل پر جس کو شاہ زید کی خوشنودی کے لئے کرے تو وہ لغت کے اعتبار سے مشرک ہے، جبکہ شرعی اصطلاح میں مطلقاً لفظ مشرک کا استعمال صرف اس شخص کے لئے متبادر ہوتا ہے جو کسی نبی اور کتاب کی اتباع کے دعوی کے بغیر اللہ تعالی کی عبادت میں غیر کو شریک کرے اسی لئے اہل کتاب پر مشرکین کا عطف اللہ تعالی کے اس قول "لم یکن الذین کفروا من اہل الکتب والمشرکین منفکین" میں کیا گیا ہے اور اللہ تعالی کے اس قول "والمحصنت من الذین اوتوا الکتب" میں کتابیہ عورتوں کے حلال ہونے پر نص وارد ہوگئی ہے یعنی اہل کتاب کی عفیفہ عورتیں حلال ہیں، ابن ہمام کے خوبصورت اور طیب قول کے آخر تک جیسا کہ ان کی عادت ہے اللہ تعالی ان پر رحمت فرمائے۔ (ت)

بالجملہ محققین کے نزدیک راجح یہی ہے کہ یہود و نصاری مطلقاً اہل کتاب ہیں اور ان پر احکام مشرکین جاری نہیں

---

[1] ردالمحتار کتاب الذبائح داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/۱۸۸
[2] فتح القدیر کتاب النکاح فصل فی بیان المحرمات مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/۱۳۵

أقول وكيف لا وقد علم انه سبحانه وتعالى انهم يقولون بثالث ثلثة حيث نهاهم عنه بالله وقال انتهوا خيرا لكم[1] وانهم يقولون ان المسيح الٰه حيث قال لقد كفر الذين قالوا ان الله هو المسيح ابن مريم[2] بل بالوهية امه ايضا حتى يسأله عليه الصلوة والسلام يوم القيمة يعيسى ءانت قلت للناس اتخذونى وامى الٰهين من دون الله[3] و انهم مصرحون بالبنوة حيث نقل عنهم وقالت اليهود عزير ابن الله وقالت النصرى المسيح ابن الله[4] ومع ذلك فرق بينهم وبين المشركين فقال والمحصنت من الذين اوتوا الكتب من قبلكم[5] وقال طعام الذين اوتوا الكتب حل لكم[6] وقال لم يكن الذين كفروا من اهل الكتب و المشركين منفكين حتى تاتيهم البينة[7] فما شهد بالعطف الا التغاير والمولى سبحانه وتعالى

اقول (میں کہتا ہوں) یہ کیسے مراد ہو جبکہ اللہ تعالیٰ علیم ہے کہ نصاریٰ ثالث ثلثہ کہتے ہیں جبکہ اللہ نے اس سے منع بھی فرمایا اور فرمایا "اس سے باز آؤ تمہارے لئے بہتر ہے" اور وہ علیم ہے کہ نصاریٰ کہتے ہیں مسیح الٰہ ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ہو المسیح ابن مریم، بلکہ وہ ان کی والدہ کو بھی الٰہ کہتے ہیں حتی کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام سے سوال فرمائے گا یا عیسیٰ ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰہین من دون اللہ، اور وہ علیم ہے کہ وہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے بیٹا ہونے کی تصریح کرتے ہیں جیسا کہ ان سے نقل فرمایا قالت الیہود عزیر ابن اللہ وقالت النصاریٰ المسیح ابن اللہ، اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب اور مشرکین میں فرق بیان فرمایا، اور ارشاد فرمایا "تمہارے لئے حلال ہیں پارسا عورتیں ان کی جن کو تم سے پہلے کتاب ملی" اور فرمایا "جن کو کتاب دی گئی (اہل کتاب) ان کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے" جس کو یوں فرمایا طعام الذین اوتوا الکتب حل لکم اور فرمایا لم یکن الذین کفروا من اہل الکتب والمشرکین منفکین حتی تاتیہم البینۃ "وہ جو دلیل آنے تک کافر لوگوں میں سے اہل کتاب اور مشرک

---

١ القرآن الكريم ٤/١٧١
٢ ″ ″ ٥/١١٢
٣ ″ ″ ٥/٥
٤ ″ ″ ٩٨

٥ القرآن الكريم ٥/١٧ و ٧٢
٦ ″ ″ ٩/٣٠
٧ ″ ″ ٥/٥

اعتقدوا ما احلوه لهم وهم به يشرع حتى
الاحكام فلله الحكم وله الحجة اب ميه
لا اله الا هو سبحانه وتعالى عما يشركون
حتى ترقى بعض [illegible] لشيء نجوز
نكاح الصابئات اليه الكتب [illegible] بين انه
بكتاب منزل ويؤمن بنبي مرسل واحد
عبدة الكواكب وصريح انه لا تحل ذبيحتهم عند
الكتابية وهو الذي يعطيه ظاهر كلامهم
النصارى يحقق [illegible] الصلة واسدي
المر عيد في [illegible] انهم ان حيث [illegible]
عدم حل النكاح على اصابت عبدة
الكواكب وعدم الكتاب وتبعه العلامة
ابو سعيد [illegible] محمد [illegible] حبيب الله
المصري في [illegible] شرح [illegible] لاعتبار
كواكب لا كتاب لهم [illegible] شهد بمفهوم
[illegible] الي [illegible] انها [illegible] كان
لهم كتاب [illegible] نكاحها مع
عبدة الكواكب [illegible] قال
قلت [illegible] تكلم [illegible]
القول [illegible]
في البحر فقال الصحيح انهم
ان كانوا يعبدون [illegible]

جو دو ہوں گے، تو اس سے پیکر ہیں دونوں میں مخالفت کے دلیل تعاریک کی رہنمائی ہوگی، تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان کے مذہب کو بہتر جانتا ہے اور احکام کی شریعت کو بہتر جانتا ہے، تو حکم اسی کا ہے اور حجت بالغہ اسی کی ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور جس کو شرک سے شریک بنایا اللہ تعالیٰ اس سے منزہ و بالا ہے۔ اور بعض مشائخ نے اسی پر ترقی کرتے ہوئے صابی عورتوں سے نکاح کو بھی جائز قرار دیا بشرطیکہ وہ کسی دین کی آسمانی کتاب اور کسی نبی پر ایمان رکھتی ہوں اگرچہ وہ ستاروں کی پجاری ہوں اور انھوں نے یہ تصریح کی ہے کہ ستاروں کی پوجا ان کو کتابیہ ہونے سے خارج نہیں کرتی یہ وہ نظریہ ہے جو امام محقق نے بیان فرمایا و لذین عرفیسانی کی کتاب مذہب کے ظاہر کلام سے ملتا ہے۔ چنانچہ انھوں نے نکاح کے عدم جواز کو دو چیزوں پر مرتب کیا، ایک ستاروں کی پوجا اور دوسری کتاب کا نہ ہونا۔ اور اسی کی علامہ ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ غزی نے تنویر میں اتباع کرتے ہوئے فرمایا کہ ستاروں کی پوجا کرتی ہوں اور ان کی کتاب بھی نہ ہو، تو اس عبارت کے مفہوم مخالف سے یہ اشارہ دیا کہ اگر ان کی کتاب ہو تو نکاح جائز ہے اگرچہ وہ ستاروں کی پوجا کرتی ہوں اگر تیرا اعتراض ہو کہ اس مسئلے میں مولانا برہان الدین نے کیا گفتگو کرتے ہوئے یہ نہیں فرمایا کہ صحیح بات یہ ہے

۱؎ القرآن الکریم ۹/۳۱

۲؎ درمختار شرح تنویر الابصار کتاب النکاح مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۸۹

الكواكب حقيقة فليسوا أهل الكتاب و
إن كانوا يعظمونها كتعظيم المسلمين
الكعبة فهم أهل الكتاب كذا في
المجتبى أقول فيستفاد منه أن الصحيح
منعه الكتابية لعبادة غير الله سبحانه
وتعالى فلا يحتاج إلى هذا ويتجه ما مال
إليه كثير من المشايخ في حق ولد
اليهود والنصارى أنهم مشركون
حقا حقيق فيمن أن عليه الفتوى
قلت وبهذا التوجيه ههنا فرق دقيق
هو أن قضية العقل في الصابئة
القطعية بين الكتابية وعبادة غير الله
سبحانه وتعالى في هذا الشرع حيث
والكتابي غير مشرك عند الشرع فكل
من رأيناه يعبد غير الحق حيث وجد
حكم عليه أنه مشرك قطعا وإن كان
يقر بكتب والأنبياء عليهم الصلوة و
السلام ولكنا مع تسليمنا هذه القضية
في اليهود والنصارى بحكم النص وجدنا
القرآن العظيم يحكي عنهم ما يحكي
من العقائد الخبيثة ثم يحكم عليهم بأنهم
أهل الكتاب ويميزهم عن المشركين فوجب
التسليم بورود النص بخلاف الصابئة اھ

کہ اگر یہ لوگ حقیقۃً ستاروں کی عبادت کرتے ہوں تو
یہ اہل کتاب نہ ہوں گے اور اگر وہ صرف ستاروں کی
تعظیم کرتے ہوں جیسا کہ مسلمان کعبہ کی تعظیم کرتے ہیں
تو پھر یہ اہل کتاب ہیں، مجتبیٰ میں یونہی ہے اور، تو
اس بیان کا مفاد یہ ہے کہ کتابیہ اور غیر اللہ کی عبادت
والی ایک دوسرے سے الگ ہیں دونوں کا اجتماع
نہیں ہو سکتا تو اب اس جہت سے مشائخ کا
ان یہود ونصاریٰ کے متعلق یہ نظریہ قابل توجیہ
قرار پایا کہ یہ لوگ حقیقی مشرک ہیں حتی کہ بعض نے اسی
پر فتوی کا قول کیا ہے۔ قلت: میں کہتا ہوں، اللہ
تعالیٰ کی توفیق سے کہ یہاں ایک باریک فرق ہے وہ
یہ کہ عقل کا تقاضا یہی ہے کہ کتابیہ اور غیر اللہ کی عبادت
کرنے والی عورت ایک دوسرے سے قطعاً جدا ہیں،
کیونکہ غیر اللہ کی عبادت قطعاً شرک ہے جبکہ شرعاً
کتابیہ غیر مشرک ہے لہٰذا جس کو بھی غیر اللہ کی عبادت
کرنے والا پائیں گے ہم اس کو قطعاً مشرک کہیں گے اگرچہ
وہ کتب اور انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کا اقرار کرے
لیکن ہم نے اس عقلی کلیہ کا خلاف یہود ونصاریٰ میں نص
کے حکم پر تسلیم کیا ہے کہ ہم نے قرآن کو ان کے عقائد خبیثہ
کی حکایت کرنے کے باوجود یہ حکم کرتے ہوئے پایا کہ
یہ اہل کتاب ہیں، اور یہ کہ قرآن ان میں اور مشرکین میں
امتیاز بھی کرتا ہے لہٰذا نص کے وارد ہونے پر اس کو
تسلیم کرنا واجب ہے بخلاف صابیہ عورت کے کہ اس کے

سے بحر الرائق کتاب النکاح فصل فی المحرمات ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳/۱۰۳

ثم يرد عليهم حينئذ فيرجع سعيهم
على هؤلاء ولا الخروج عن تبعية العقل
في بابهم كما هو الحال في كتابية القائلين
بالبنوة والالوهية للمسيح من اليهود والنصارى
وان ذلك يا صاحب على خلاف القياس يقتصر
على المورد كما بين الشيخ ابن ... ما قال له
ذلك البعض من المشايخ ان عبادة
الكواكب لا تخرج عن الكتابية
قول مهجور ... الكلام ... والتنوير
غير محمول على ظاهره وان الحق مع
العلامة صاحب البحر في تصحيحه
اشراكهم انهم كانوا يعبدون الكواكب
والملائكة في سبب تصحيحه هو
قوله سابقا في ان اشرك اليهود والنصارى
ب... المذهب وعلاقته وانه ...
ثابت ... ظهر ان التحصيل
العلامة عمر بن نجيم في النهر
والمولى محمد بن عابدين في
رد المحتار ان ذلك البعض من المشايخ
بانهم ... عن النصرانية و
ان المعتقدات المسيحية ...
... المشيخة ... على
على ... هذا الفرق
و... تحريم ... ممن اعتقدت فيه الالهية

متعلق بھی کوئی نص نہیں ہے اس لئے صابی لوگوں
کو ان یہود ونصاریٰ پر قیاس نہیں کیا جا سکتا اور
تنہا ان کے بارے میں عقلی دلیل کو ترک کیا جائے گا
خلاصہ یہ کہ یہود و نصاریٰ کتابی لوگ جو شرک کے قائل
ہونے کے باوجود غیر اللہ کی الوہیت کے قائل ہیں کو
اہل کتاب ماننا صریحاً قیاس کے خلاف قیاس ہے اور
یہ حکم اپنے مورد ہی پر محدود رہے گا جس پر کسی اور کو
قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ اس سے ان بعض مشائخ کا
یہ نظریہ کہ ستاروں کی پوجا صابی مذہب کو کتابی ہونے سے
جدا نہیں کرتی، واضح طور پر متروک قرار پاتا ہے اور
یہ بھی واضح ہو گیا کہ آیت اور تنویر کا کلام ظاہری معنی
پر محمول نہیں ہے اور صاحب بحر کا کلام حق ہے کہ صابی
لوگ ملائکہ و ستاروں کی پوجا کرتے ہیں تو وہ مشرک ہیں جس
کی واضح ... تصحیح کی ہے۔ اس سے یہ بھی واضح ہو
کہ بحر کی اس تصحیح اور اس کے پہلے قول کہ یہود و نصاریٰ
کا اہل کتاب ہونا علی الاطلاق مذہب ہے اگرچہ
وہ کسی شرک کے قائل ہوں ... نہیں ... جاتے
بھی واضح ہو گئی کہ علامہ عمر ابن نجیم کا نہر میں اور علامہ
محمد بن عابدین کا رد المحتار میں مذکورہ بیان کہ نصرانی حضرت
مسیح علیہ السلام کو خدا ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں تب
بھی اس سے نکاح حلال ہے کو ان بعض مشائخ کی
تائید نہیں اس فرق سے وہ جواب ہی ہے اس تحریر کو
ملیت ... کیونکہ اس میں بہت سے قدم پھسلے ہیں۔
نعمتوں کے مالک اللہ تعالیٰ کے لئے ہی حمد ہے

ع ... ولي الاسلام

ص ... (...)

ت رد المحتار فصل في المحرمات دار احياء التراث العربي بيروت ٢/٢٩٦

مگر تمام علماء کا اتفاق ہے اور اسی قول پر فتویٰ بھی ہے چنانچہ احتیاط اسی میں ہے کہ فی زمانہ ان کی نساء و ذبائح سے احتراز کرے، اور آج کل بعض یہودی ایسے پائے جاتے ہیں جو حضرت عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ابنیت مانتے ہیں تو ان کے ان دو وجہ سے بھی بچنا لازم جانیں کہ ایسی جگہ اختلاف میں پڑنا عاقل آدمی کا کام نہیں، اگرچہ واقعی یہ یہود و نصاریٰ معاذ اللہ کتابی ہی ہوں تب بھی ان کی عورتوں سے نکاح اور ان کے ذبیحہ کے کھانے میں ہمارے لئے کوئی نفع نہیں، مگر حرام کا ہم پر الزام کیا گیا، مع مجبوری اس کی ضرورت بلکہ بر تقدیر کتابیہ بھی علماء تصریح فرماتے ہیں کہ بے ضرورت احتراز چاہئے،

في الفتح القدير: ويجوز تزوج الكتابيات والأولى أن لا يفعل ولا يأكل ذبيحتهم إلا لضرورة[1]

فتح القدیر میں ہے کتابیات سے نکاح جائز ہے، اور اولیٰ یہ ہے کہ نہ کیا جائے اور نہ ہی ان کا ذبیحہ بغیر ضرورت کھایا جائے اھ (ت)

اور اگر بعض علماء کا مذہب حلت ہی ہوا اور یہ لوگ بوجہ عقیدۂ اختلاف سے معاذ اللہ مشرک ٹھہرے تو پھر تمام کے نفس ہوگا اور نرا حرام مطلق و زنا و العیاذ باللہ تعالیٰ، تو عاقل کا کام نہیں کہ اس فعل کو اختیار کرے جس کی ایک جانب نامحمود اور دوسری جانب حرام قطعی بغیر خوف للہ تعالیٰ ایسے کسی کام کا اختیار نہیں، مجمع الانہر میں اسی صورت کی تصریح دیکھی۔

حيث قال: ومحل هذا يعني حل الكتابية ... لا يسع مسلم ... ذبيحتهم إلا لضرورة ... بالأنبياء ... وعدم الضرورة متحقق والاحتياط واجب لأن في حل ذبيحتهم اختلاف العلماء كما بيناه فالأخذ بجانب الحرمة أولى عند عدم الضرورة انتهى[2] والله سبحانه وتعالى أعلم.

جہاں انہوں نے فرمایا کہ اسی بنا پر ہمارے ملک کے حکام پر لازم ہے کہ وہ لوگوں کو نصاریٰ کے ذبیحہ سے منع کریں کیونکہ ہمارے دور کے نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کے ابن اللہ ہونے کی تصریح کرتے ہیں، جبکہ ضرورت بھی متحقق نہیں ہے تو احتیاط واجب ہے کیونکہ ان کے ذبیحہ میں علماء کا اختلاف ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا تو حرمت والی جانب اپنانا بہتر ہے جبکہ ضرورت نہیں ہے اھ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم (ت)

---

[1] فتح القدیر کتاب النکاح فصل فی بیان المحرمات مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/ ۱۳۵

[2] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر " " " دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۳۲۸

جواب سوال سوم

فی الواقع جو شخص ضروریات دین میں سے کسی شے کا منکر ہو وہ ہرگز مسلمان نہیں یقیناً قطعاً کافر ہے اگرچہ کروڑ بار کلمہ پڑھے، پیشانی اس کی سجدے میں گھس جائے، بدن اس کا روزوں میں ایک خاکہ رہ جائے، عمر میں ہزار حج کرے، لاکھ پہاڑ سونے کے راہ خدا پر دے، واللہ ہرگز ہرگز کچھ مقبول نہیں جب تک حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ان تمام ضروری باتوں میں جو وہ اپنے رب کے پاس سے لائے تصدیق نہ کرے، ضروریات اسلام اگر مثلاً ہزار ہیں تو ان میں سے ایک کا بھی انکار ایسا ہے جیسے نو سو ننانوے کا۔ آج کل جس طرح بعض بد دینوں نے یہ روش نکالی ہے کہ ذرا ذرا سی بات پر کفر و شرک کا اطلاق کرتے ہیں اور مسلمانوں کو دائرۂ اسلام سے خارج کرتے ہوئے مطلق نہیں ڈرتے حالانکہ مصطفیٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والثناء ارشاد فرماتے ہیں فقد باء به احدهما (ان دونوں میں سے ایک ضرور کافر ہے اور لاکر کہا ہے) یوں ہی بعض بد مذہب یہ ملا ثابت کر ایک دشمن خدا سے صریح کلمات توہین آجائے یا ان حضور پرنور سید المرسلین اکرم الاولین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا امور ضروریات دین کا انکار کئے جائیں اور اسے سچا پکا مسلمان بلکہ ان میں کسی کو افضل العلماء کسی کو امام اہلسنت مانتے جائیں یہ نہیں جانتے یا جانتے ہیں اور نہیں مانتے مگر ظاہر ضرورت بھی کو نہیں، فوج بہ فوج بت پرستی میں کیا رہ گیا ہے وہ بھی آخر اسی سے کہ آخری اور اول ضروریات دین میں توحید الٰہی جل وعلا کے خلاف ہے ایک ذلیل ملا گو یہ نہ پڑھتا ہے اور روزہ رکھتا ہے ایسے ایسے بھی ہوتے ہیں مگر کیونکر ان سے کافر نہیں ان لوگوں کے سامنے اگر کوئی کلمہ پڑھے اقتضائے اسلام ادا کرے یا حضور رسول خدا سے ثابت ہو تب بھی کافر نہیں کہتے مگر اس قدر نہیں جانتے کہ اعمال تو تابع ایمان ہیں پہلے ایمان تو ثابت کر لو تو اعمال سے ما حج کرو۔ ابلیس کے دو روپے مجاہدے کا ہے کہ جو نہ کہے پھر اس کے کیا کام آئے جو ان کے کام آئیں گے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک قوم کی کثرت اعمال اس درجہ بیان فرمائی کہ۔

تحقرون صلٰوتکم مع صلٰوتھم وصیامکم مع صیامھم.[1] وکما قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم.	ان کی نمازوں کے مقابلے میں تم اپنی نمازوں کو اور ان کے روزوں کے مقابلے میں اپنے روزوں کو حقیر سمجھو گے۔

جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے

[1] صحیح بخاری کتاب الادب باب من اکفر اخاہ بغیر تاویل الخ	قدیمی کتب خانہ کراچی	۲/	۹
صحیح مسلم کتاب الایمان	" " "	۱/	۵۷
[2] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب من رایا بقراءۃ القرآن الخ	"	۲/	۷۵۶

پھر ان کے دین کا بیان فرمایا کہ

یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ[۱] دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے۔

رہی کلمہ گوئی فقط زبان سے کہنا ایمان کے لئے کافی نہیں منافقین تو خوب زور و شور سے کلمہ پڑھتے ہیں حالانکہ ان کے لئے فی الدرک الاسفل من النار[۲] (جہنم کی نچلی تہ میں) ہے کا فرمان ہے واضح رہ جائے۔ حاصل ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے اور وہ بعد انکار ضروریات کہاں ...

۱) جو شخص اس قرآن مجید کو جو مصحفوں کی تیاری سے ہمارے ہاتھوں میں موجود رہا ہے دلوں میں محفوظ ہے معاذ اللہ بیاض عثمانی مانے اس کے ایک حرف یا ایک نقطہ کی نسبت صحابہ یا اہلسنت یا کسی شخص کے گھٹانے یا بڑھانے کا دعویٰ کرے۔

۲) یا حضرت علی کے شیدا انصار ہو۔

۳) یا کہ حضرت علی یا باقی ائمہ یا کوئی غیر نبی انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام سے افضل ہیں

۴) یا مسئلہ خبیثہ ملعونہ بداء کا قائل ہو یعنی کہے کہ اللہ تعالیٰ بھی ایک حکم سے پشیمان ہو کر اسے بدل دیتا ہے۔

۵) یا کہ ایک وقت ایک مصلحت پر اطلاع نہ تھی جب اس کی اطلاع ہوئی حکم بدل دیا تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا۔

۶) یا ام المومنین طیبہ طاہرہ مطہرہ بارگاہ طہارت پناہ حضرت ام المؤمنین صدیقہ بنت الصدیق صلی اللہ تعالیٰ علی زوجہا الکریم وابیہا وعلیہا وبارک وسلم کے بارے میں اس افک ملعون کے ساتھ اپنی ناپاک زبان آلودہ کرے۔

۷) یا کہ احکام شریعت حضرات ائمہ طاہرین کو سپرد تھے جو چاہتے حلال فرما دیتے جو چاہتے بدل ڈالتے

۸) یا کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ائمہ طاہرین پر وحی شریعت آتی رہی۔

۹) یا کہ ائمہ میں سے کوئی شخص حضور پر نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہم پلہ تھا۔

۱۰) یا کہ حضرات حسنین امامین شہیدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے افضل ہیں کہ ان کی ماں حضور کی والدہ کیسی ہیں اور ان کے باپ حضور کے والد سے اور ان کے

---

۱ صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب من رایا بقراءۃ القرآن قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۵۶

۲ القرآن الکریم ۴/ ۱۴۵

نا حضور کے ما کہب تھے

۱ ، یا کہے کہ حضرت جناب شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم سے روح کی کشتی بچائی۔ ابراہیم پر جل بجھی۔ یوسف کو بادشاہی دی۔ سلیمان کو عام بادشاہی دی علیہم الصلوٰۃ والسلام اجمعین۔

۲ ، یا کہے کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کسی وقت کسی حکم الٰہی کی تبلیغ میں معاذ اللہ تقیہ فرمایا الیٰ غیر ذلک من الاقوال الخبیثۃ۔

(۱) یا جو کوئی دنیا میں حضور پر نور سید المرسلین و اٰخر النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے کوئی مثل آسمان میں یا زمین طبقات بالا میں یا زیریں کی موجود مانے یا کہے کہیں تھا یا کہیں ہوگا یا شبہہ ہویا ہے تو نہیں مگر ہو جائے تو کچھ حرج بھی نہیں۔

(۲) یا حضور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا انکار کرے

(۳) یا کہے آنے تک جو صاحب نبیین خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین سمجھے وہ سب خطا پر تھے نہ پہلے کبھی ہوا حضور کے لئے کوئی کمال علاوہ اس کے معنی میں ہوں ہیں

(۴) یا کہے میں دعویٰ کرتا ہوں اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبوت پا سکے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

۵ یا وہ ایک شخص مسلم ذکر کرکے یہ نماز میں جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف خیال لے جانا فلاں وفلاں کے تصور میں ڈوب جانے سے بدتر ہے تعالیٰ اللّٰہ عن مقالۃ الخبیثۃ۔

(۶) یا حضور تبلیغ رسالت حضور پر نور محبوب رب العالمین مالک الدنیا والآخرۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کسی جرم کی تشبیہ دے جو فرمان شاہی رعایا کے پاس لایا۔

(۷) یا حضور اقدس مالک و معطی جنت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ اور حضرت سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ و حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسمائے کریمہ طیبہ کو ذکر کرکے دعا کہ یہ وہاں تک ہیں جو جسم کی ذاتیں ہیں

(۸) یا حضور فریاد رس بیکساں حاجت روا سے دو جہاں صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ سے استعانت کو برا کہے کہ یوں عنوان مثل دے کہ جو غلام ایک بادشاہ کا ہو رہا اسے دوسرے بادشاہ سے بھی کام نہیں رہتا پھر کیسے [illegible] کا بادشاہ کہ سب اور ہیاں دوسرا پاک قرین کے نام تھے

(۹) یا اس کے نزدیک وارد کو مانتا ہو رسالت میں کسی پادری کا فرق کرتے ہوں یہ ٹھہرا سکے۔ تعالیٰ اللّٰہ عما یقولون

(۱۰) یا اس کی مباشرت قلبی تو ہین شان رفیع مکان واجب الاحترام حضور سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام ہو

باعث ہو کہ حضور کو ایسا بڑا اعجاز بتاتے،

۱۱ یا کہے اُن کے بڑے مرزا جی مل گئے۔

۱۲ یا ان کی تعریف ایسی ہی کرے جیسے کہ پیش میں ایک دو مرسل کی کرتے ہیں بلکہ اس سے بھی کم ان عیوب و ملات معنی

التحریفات المعنویۃ

۱ یا کوئی تحریری روشنی کا دعویٰ کرے کہ باندی غلام نہ رکھنا ظلم صریح اور بہائم کا سا کام ہے جس شریعت میں کبھی یہ فعل جائز ہو وہ شریعت مجانب اللہ نہیں

۲ یا معجزات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے انکار کرے یا ان کے شق سے کو جو ادیب بتاتا ہے معاملے کے ان کو حرکت کرنے کے اسباب وغیرہ کا شعبدہ ٹھہرائے

۳ یا مسلمانوں کی جنت کو معاذ اللہ رنڈیوں کا چکلہ کہے۔

۴ یا عالم برزخ کو الم عصبانی سے تاویل کرے

۵ یا وجود ملائکہ علیہم السلام کا منکر ہو

۶ یا کہے آسمان مرغیوں کا نام ہے وہ جسم جسے مسلمان آسمان کہتے ہیں محض باطل ہے۔

۷ یا کہے شیطان اکر اس کا اسم شخصی ہے، کوئی پیر نہیں لفظ قوت بدن کا نام ہے اور قرآن عظیم میں جو قصے آدم وحوا و ابلیس کے موجود ہیں جن سے شیطان کا وجود جسمانی سمجھا جاتا ہے تمثیلی کہانیاں ہیں۔

۸ یا کہے ہم ائمہ اسلام کے مقلد نہیں رہ سکتے

۹ یا نصوص قرآنیہ عقل کا تابع بتائے کہ جو بات قرآن عظیم کی قانون فطرت کے مطابق ہوگی مانی جائے گی ورنہ عقل کے رو سے رشتہ پر وہ نہ ٹکے گا پاک ناپاک نہیں کی جائے گی

۱۰ یا کہے نماز میں استقبال قبلہ ضروری نہیں جدھر منہ کرو اُسی طرف خدا ہے۔

۱۱ یا کہے آج کل کے بیہودہ نصاریٰ کافر نہیں کہ حضور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ نہ پایا نہ حضور کے معجزات دیکھے۔

۱۲ یا ہاتھ سے کھانا کھانے وغیرہ بعض سنن کے ذکر پر کہے تہذیب نصاریٰ سے ایجاد کی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہی چھال نامہذب تھے اور یہ لوگ ان کی بعض اشیاء سے تغیر سے رو گئے، الی غیر ذلک من الاباطیل الشیطانیۃ۔

۱ یا کوئی مجذوب صوفی کہے جب بندہ عارف باللہ ہو جاتا ہے تکالیف شرعیہ اس سے ساقط ہو جاتی ہیں۔ یا کہے توحید ایک چشمے کی راہ میں جو مقصود تک واصل ہو گیا اُسے راستے سے کیا کام۔

(۲) یا کہے یہ رکوع و سجدہ تو مجبوروں کی نماز ہے مجبوروں کو اس نماز کی کیا ضرورت، ہماری نماز ترکِ وجود ہے۔

(۳) یا یہ نماز روزہ تو عاقلوں نے انتظام کے لئے بنا لیا ہے۔

(۴) یا جتنے عالم ہیں سب پنڈت ہیں عالم وہی ہے جو انبیاء بنی اسرائیل کی مثل معجزے دکھائے، یہ بات حسنین رضی اللہ تعالٰی عنہما کو حاصل ہوئی وہ بھی ایک مدت کے بعد مولٰی علی کے سکھلانے سے، کما سمعت من بعض المتہورین علی اللہ (جیسا کہ میں نے خود ایسے لوگوں سے سنا ہے جو اللہ تعالٰی پر جرأت کرتے ہیں۔ ت)

(۵) یا خدا تک پہنچنے کے لئے اسلام شرط نہیں، بیعت بک جانے کا نام ہے اگر کافر ہمارے ہاتھ پر بک جائے ہم اسے بھی خدا تک پہنچا دیں گے وہ اپنے دین ہی پر رہے۔

(۶) یا رنڈیوں کا ناچ علانیہ دیکھے جب اس پر اعتراض ہو تو کہے یہ تو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی سنت ہے۔ کما نطق عن بعضھم واعترف بہ بعض خلص مریدیہ (جیسا کہ ان کے بعض سے مجھے اطلاع ملی اور اس کے مخلص مرید نے اس کا اعتراف کیا۔ ت)

(۷) یا شب و روز طبلہ سارنگی میں مشغول رہے جب تحریم مزامیر کی احادیث سنائیں تو کہے یہ حدیثیں تو ان کثیف بے مزہ باجوں کے لئے وارد ہوئیں جو اس وقت عرب میں رائج تھے یہ لطیف نفیس لذیذ باجے جو اب ایجاد ہوئے اس زمانے میں ہوتے تو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور صحابہ کرام سوا ان کے سننے کے ہرگز کوئی کام نہ کرتے۔

(۸) یا کہے ؎

یکے خدا سے سرا لا گیا ہے — محمد خدا ہے خدا ہے محمد
یہ دونوں میں ایک ان کو رہے سمجھنا — خدا باطن و ظاہر ہے محمد

(۹) یا کہے ؎

مسیحا سے تری آنکھوں کی سب بیمار اچھے ہیں — اشاروں میں جلا دیتے ہیں مردہ یا رسول حق

(۱۰) یا کہے ؎

علی مشکل کشا شیر خدا تھا اور حیدر تھا — وہ بالا مرتبہ تھا راکب دوش پیمبر تھا
بربت کعبہ کب شیر شکن فرزند آزر تھا — بتوں کے توڑنے میں اس کے ابراہیم ہمسر تھا
مگر بر تا قدم زیر کف شاہ رسولاں کا

(۱۱) یا کہے مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ اللہ تعالٰی کے محبوب تھے اور انبیاء سابقین علیہم الصلٰوۃ والسلام میں

کوئی خدا کا محبوب نہ تھا۔

(۱۲) یا اُس کے جلسہ میں لا الٰہ الا اللہ فلاں رسول اللہ اُس مغرور کا نام لے کر کہا جائے اور وہ اس پر راضی ہو جائے۔

یہ سب فرقے بالقطع والیقین کافر مطلق ہیں۔ ھداھم اللہ تعالٰی الی الصراط المستقیم والا فعلیھم لعنۃ تبید صغارھم وکبارھم وتزیل عن الاسلام والمسلمین عارھم وعوارھم اجمعین (اللہ تعالٰی ان کو سیدھی راہ کی ہدایت دے ورنہ ان پر لعنت فرمائے ایسی لعنت جو ان کے بڑوں چھوٹوں کو ملیامیٹ کر دے اور اسلام اور مسلمانوں سے ان کی عار اور دھاچوکڑی ختم ہو جائے، آمین۔ ت) اور جو شخص ابتداء میں صحیح الاسلام تھا بعدہ ان خرافات کی طرف رجوع لایا اُس کے مرتد ہونے میں کچھ شبہ نہیں، اس قدر پر تو اجماع قطعی قائم ہے، اب رہی تحقیق اس بات کی کہ ان میں جو شخص قدیم سے ایسے ہی عقائد پر ہوا اور بچپن سے یہی کفریات سیکھے جیسے مذہب میں جن کے باپ دادا صدہا برس سے یہی مذاہب مکروہہ چلے آتے ہیں ان کی نسبت کیا حکم ہونا چاہئے کہ کفار چند قسم ہیں کچھ ایسے کہ باوجود کفر شرع مطہر نے ان کی عورتوں سے نکاح اور ذبائح کا تناول جائز فرمایا وہ کتابی ہیں اور بعض وہ جن کے نساء و ذبائح حرام، مگر ان سے جزیہ لینا مناسب ہو تو صلح کرنا جائز یا نہیں تو فرق بتانا جائز ہے اور انھیں خواہی نخواہی اسلام پر جبر نہ کریں گے، وہ مشرکین ہیں اور بعض ایسے جن کے ساتھ یہ سب باتیں ناجائز وہ مرتدین ہیں آیا اس فرقہ کے حق میں کفار بدعتیان اسلام پر کس قسم کے حکم جاری ہوں، مطالعہ کتب فقہ سے اس بارہ میں چار قول مستفاد ہوتے ہیں جن کی تفصیل فقیر نے رسالہ المقالۃ المفسرۃ عن احکام البدعۃ المکفرۃ میں بما لا مزید علیہ کی اُن میں مذہب صحیح و معتمد علیہ یہی ہے کہ بدمذہبی جن کی بحکم شرع مطلق مرتدین ہیں خواہ یہ بات ان کے باپ دادا سے چلی آتی ہو یا خود انھوں نے ابتداءً اختیار کی ہو خواہ بعد ایک زمانہ کے کسی طرح فرق نہیں، بس اتنا چاہئے کہ باوجود دعوی اسلام و اقرار شہادتین بعض ضروریات دین سے انکار رکھتا ہو اُس پر احکام مرتدین جاری کئے جائیں گے۔ عالمگیری میں ہے:

یجب اکفار الروافض فی قولھم برجعۃ الاموات الی الدنیا وبتناسخ الارواح وبانتقال روح الالٰہ الی الائمۃ وبقولھم فی خروج امام باطن وبتعطیلھم الامر والنھی الی ان یخرج الامام الباطن وبقولھم ان جبریل علیہ الصلٰوۃ والسلام غلط فی الوحی الی محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دون علی بن ابی طالب

رافضیوں کی ان باتوں پر کہ مُردے دوبارہ دنیا میں آئیں گے، روح دوسرے جسموں میں آئیں گے، اللہ تعالٰی کی روح ائمہ اہلبیت میں منتقل ہوتی ہے، امام باطن خروج کریں گے، امام باطن کے خروج تک امر و نہی احکام معطل رہیں گے، جبریل علیہ الصلٰوۃ والسلام سے حضرت علی کے مقابلہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی لانے میں غلطی ہوئی ہے" ان کی تکفیر ضروری ہے، یہ لوگ ملت اسلامیہ سے خارج

رضی اللہ تعالٰی عنہ وھؤلاء القوم خارجون عن ملۃ الاسلام واحکامھم احکام المرتدین کذا فی الظہیریۃ[1]۔

ہیں، اور ان کے احکام مرتدین جیسے ہوں گے، ظہیریہ میں ایسے ہی ہے۔ (ت)

اور علامہ شامی علیہ الرحمۃ تنقیح الفتاوی الحامدیۃ میں مؤلف فتاوی علامہ حامد آفندی عمادی سے نقل کرتے ہیں انہوں نے شیخ الاسلام عبداللہ آفندی کے مجموعہ میں علامۃ المولی نوح آفندی حنفی علیہ الرحمۃ کا فتوٰی دیکھا جس میں اُن سے گروہِ روافض کے بارے میں سوال ہوا تھا علامہ ان کے کلمات کفریہ ذکر کر فرماتے ہیں:

ثبت بالتواتر قطعا عند الخواص والعوام المسلمین ان ھذہ القبائح مجتمعۃ فی ھؤلاء الضالین المضلین فمن اتصف بواحد من ھذہ الامور فھو کافر (الی ان قال) ولا یجوز ترکھم علیہ باعطاء الجزیۃ ولا بامان مؤبد نص علیہ قاضی خان فی فتاواہ ویجوز استرقاق نساءھم لان استرقاق المرتدۃ بعد ما لحقت بدار الحرب جائز[2] اھ ملتقطا۔

خواص وعوام مسلمانوں میں یہ بات تواتر سے چلی آرہی ہے کہ مذکورہ قبائح ان گمراہ لوگوں میں جمع ہیں جن کا ان قبائح میں سے کسی ایک سے متصف ہونے والا کافر ہے۔ (آگے یہاں تک فرمایا) کہ جزیہ کے بدلے یا امان مؤبد کر ان لوگوں کو یہ اجازت نہیں دی جاسکتی، اس پر قاضی خاں نے اپنے فتاوٰی میں تصریح کی ہے اور ان کی عورتوں کو لونڈیاں بنانا جائز ہوگا کیونکہ مرتدہ عورت جب دارالحرب چلی جائے تو اس کے بعد اس کو لونڈی بنانا جائز ہے اھ ملتقطا۔ (ت)

فتاوٰی علامہ قاضی خاں میں شیخ امام ابوبکر محمد بن الفضل علیہ الرحمۃ سے دربارۂ جیفریہ جیفریہ کے اہل زن و شوہر تھے پھر دونوں مسلمان ہوئے، عورت نے دوسرے مسلمان سے نکاح کرلیا منقول،

ان کانا یظھران الکفر او احدھما کانا بمنزلۃ المرتدین لم یصح نکاحھما ویصح نکاح المرأۃ مع الثانی[3] انتھی باختصار۔

مرد وعورت دونوں یا ان میں سے ایک جب کفر کا اظہار کرے تو ان کا حکم مرتد والا ہوگا، ان کا نکاح ختم ہوجائیگا اور وہ عورت دوسرے کے لئے حلال ہوگی اھ مختصرا۔ (ت)

---

[1] فتاوٰی ہندیۃ الباب التاسع فی احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۶۳
[2] العقود الدریۃ تنقیح الفتاوی الحامدیۃ باب الردۃ والتعزیر قندھار افغانستان ۱/ ۱۰۳-۱۰۵
[3] فتاوٰی قاضی خاں کتاب النکاح باب فی المحرمات نولکشور لکھنؤ ۱/ ۱۶۷

امام علامہ قاضی عیاض شفا شریف میں امام اہلسنت قاضی ابوبکر باقلانی سے نقل فرماتے ہیں:

انهم علی ما استحق من كفرهم بالتأويل ومن حل مناكحتهم ولا اكل ذبائحهم ولا الصلاة على ميتهم ويختلف في موارثتهم على الخلاف في ميراث المرتد[1]

یہی لوگوں نے ان کی تکفیر کی ہے ان کی رائے میں ان سے نکاح کرنا، ان کا ذبیحہ کھانا، ان کی نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے اور ان کی وراثت میں وہی اختلاف ہوگا جو مرتد کی وراثت میں ہے۔ (ت)

ان عبارات سے ظاہر ہو لیا کہ ان بدمذہبین منکرین ضروریات دین پر حکم مرتدین جاری ہونا ہی منقول و مقبول بلکہ مذاہب اربعہ کا مفتیٰ بہ ہے۔ بالجملہ ان اعداء اللہ پر حکم ارتداد ہی جاری کیا جائے گا، نہ ان سے سلطنت اسلام میں معاہدہ دائمی جائز، نہ ہمیشہ کو امان دینا جائز، نہ جزیہ لینا جائز، نہ کسی وقت کسی حالت میں ان سے ربط رکھنا جائز، نہ پاس بیٹھنا جائز، نہ بٹھانا جائز، نہ ان کے کسی کام میں شریک ہونا جائز، نہ اپنے کام میں شریک کرنا جائز، نہ مناکحت کرنا جائز، نہ ذبیحہ کھانا جائز۔

قاتلهم الله انى يؤفكون، قال الله تعالى: ومن يتولهم منكم فانه منهم[2]

اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کرے یہ کدھر جا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو تم میں سے ان سے دوستی رکھے گا وہ انہی میں سے ہے۔ (ت)

هدانا الله تعالى الى الصراط المستقيم ودين هذا النبي الكريم عليه افضل الصلوة والتسليم وثبتنا بالقول الثابت في الدنيا والآخرة انه ولي ذلك واهل التقوى واهل المغفرة ولا اله الا هو سبحنه وتعالى عما يشركون۔ والله تعالى اعلم۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سیدھی راہ کی ہدایت کرے اور اس انہی نبی علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے دین پر چلائے، اور دنیا و آخرت میں ایمان کامل پر ثابت قدم رکھے۔ اللہ تعالیٰ اس کا مالک ہے اسے تقویٰ والا اور مغفرت والا، اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ پاک و بلند ہے کسی شریک سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا
عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

---

[1] الشفاء للقاضی عیاض فصل فی تحقیق القول فی کفار المتأولین شرکۃ صحافیۃ فی البلاد العثمانیۃ ۲/۲۷۳
[2] القرآن الکریم ۵/۵۱